موضوع حدیث کی تعریف

تحریر: مولانا عبدالرشید ارشد

موضوع حدیث کی تعریف

هو الكذب المختلق المصنوع المنسوب الى رسول الله ﷺ

ترجمہ: وہ جھوٹ جو خود وضع کیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کی گئی ہو۔

موضوع حدیث کی روایت کا حکم

محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ وضع کا علم ہوتے ہوئے موضوع حدیث کو بیان کرنا حرام ہے۔ ہاں اگر اس کے موضوع ہونے کو بھی ساتھ ذکر کر دیا جائے تو اس صورت میں روایت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين (مسلم)

ترجمہ:

جس شخص نے میری طرف سے کوئی بات بیان کی جس کو وہ سمجھتا ہے کہ جھوٹ ہے (پھر بیان کرتا ہے) وہ دو جھوٹے شخصوں میں سے (سنانے والا شخص یا سننے والا شخص) ایک ہے۔

موضوع حدیث کی پہچان

مندرجہ ذیل طریقوں سے موضوع حدیث کی پہچان ہوسکتی ہے۔

۱۔ واضع خود وضع حدیث کا معترف ہو جیسا کہ ابوعصمہ نوح بن مریم نے فضائل سورہ القرآن کو سورۃ سورۃ حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کرتے ہوئے وضع کا اقرار کیا ہے۔

۲۔ کسی صفت کا بمنزلہ اقرار راوی ہونا۔ جیسا کہ کسی واضع سے اس کی تاریخ ولادت کا سوال کیا جائے اور وہ اپنی ولادت اپنے شیخ کی وفات کے بعد ذکر کرے اور یہ حدیث بھی صرف اسی طریق سے ہی مروی ہو۔

۳۔ راوی میں کسی ایسے قرینہ کا پایا جانا جو وضع حدیث پر دلالت کرے۔ جیسا کہ راوی رافضی ہو اور حدیث فضائل اہل بیت میں روایت کرے۔

۴۔ روایت میں کوئی ایسا قرینہ ہو جس اس کے موضوع ہونے پر دال ہو جیسا کہ الفاظ حدیث میں یہ رکت دلالت کرے کہ اس حدیث کا مشکوٰۃ نبوت سے کوئی تعلق نہیں یا روایت محسوسات کی مخالف ہو یا صریح قرآن کے مخالف ہو۔

امام ابن الجوزی فرماتے ہیں:

ما احسن قول القائل اذا رايت الحديث يباين المعقول او يخالف المنقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع (تدریب الراوی)

وضع حدیث کی ابتداء

تاریخ اسلامیہ اس پر شاہد ہے کہ جب تک خلفائے راشدین پر امت مجتمع رہی۔ بے حدیث نبوی کذب و وضع کی آلائش سے پاک وصاف رہی ہے۔ حدیث میں وضع کی ابتدا اول ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وقوع فتنہ کے بعد ہوئی جبکہ امت مسلم تفرقہ کا شکار ہوئی۔ بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جمع ہوئے اور بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے شامل ہوگئے۔ یہ تفرقہ اس حد تک شدت اختیار کر گیا کہ تحکیم کے وقت شیعان علی رضی اللہ عنہ میں سے بھی بعض خوارج اور روافض دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے یہ گروہی اور فقہ بندی کا فتنہ ایک مذہبی شکل اختیار کر گیا۔ جب یہ مذہبی صورت پیدا ہوئی تو ہر فریق نے اپنے مذہب کی تائید ونصرت کیلئے قرآن وحدیث سے استدلال کی طرف رجوع کیا۔

یہ بات بدیہی طور پر مسلم ہے کہ ہر فرقہ اپنے مزعومات کیلئے قرآن وحدیث سے استدلال کرنے پر عاجز ہے۔ چنانچہ بعض نے قران مجید میں تاویل اور تحریف معنوی کی اور تفسیر بالرائے کے ساتھ اپنے مزعومات کو ثابت کیا اور کچھ لوگ جب تحریف قران سے عاجز آگئے تو سنت مطہرہ میں تاویل وتحریف کے راستہ پر چل نکلے جس کے نتیجہ میں احادیث نبویہ میں وضع اور کذب شامل ہوگیا اور موضوع ومکذوب احادیث کو صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا گیا۔ وضع حدیث کی اس تحریک کو زمانہ کے ساتھ ساتھ نشاط حاصل ہوئی حتیٰ کہ صحیح احادیث موضوع احادیث کے ساتھ مخلط ہوگئیں۔ خلفاء اربعہ اور دیگر زعماء احزاب کے فضائل میں احادیث وضع کی گئیں اور

سیاسی و دینی تفرقات کے مزعومات کی تائید ونصرت میں موضوع احادیث کی صورت سامنے آئیں۔

وضع حدیث صرف یہاں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ سیاسی مذاہب اور مذہبی افکار کے علاوہ زندگی کے ہر شعبہ عمل میں بھی احادیث وضع کی گئیں۔

یہاں ہم یہ صراحت کرنی ضروری سمجھتے ہیں کہ وضع حدیث کے فتنہ میں صحابہ کرام اور ایسے تابعین عظام جنہوں نے خدمت حدیث کیلئے اپنی زندگیوں کو وقف کر رکھا تھا کا کوئی دخل نہیں۔ جیسا کہ مستشرقین وغیرہ ان کو حدیث سے متہم کرتے ہیں اس بحث کو پھر کبھی تفصیل سے رقم کریں گے یہاں صرف یہی ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں یہ فتنہ تابعین اور تبع تابعین کے ایسے طبقہ سے صادر ہوا جو سیاسی اختلافات اور شخصی خواہشات میں مبتلا ہوا۔

تابعین کے زمانہ میں کثرت صحابہ اور ایسے تابعین کی موجودگی جنہوں نے سنت مطہرہ کو کذب کی آلائش سے صاف کرنے میں ہی اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کر رکھا تھا اور عصر نبوی کی قربت کی وجہ سے تبع تابعین کے دور کی نسبت بہت کم احادیث وضع ہوئیں۔

احادیث موضوعہ کا مرکز

وضع حدیث میں سب سے زیادہ ترقی عراق میں ہوئی کیونکہ اکثر حوادثات اور فتنوں کا مرکز عراق ہی رہا ہے۔ اسی لئے عراقی محدثین کی نظر میں دار الضرب کے نام سے معروف ہے کیونکہ

تضرب فیھا الأحادیث کما تضرب الدراھم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نزلوا احادیث اهل العراق منزلة احادیث اهل الکتاب لا تصدقوهم ولا تکذبوهم (المنتقی من منهاج السنة)

راس المحدثین امام زہریؒ فرماتے ہیں:

یخرج الحدیث من عندنا شبرا فیعود فی العراق ذراعا (ضحی الاسلام)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عراق کی ایک جماعت کو جو کہ ان کے پاس احادیث سننے کی غرض سے آئی، فرمایا کہ:

ان من اهل العراق قوما یکذبون ویکذبون ویسخرون (طبقات ابن سعد)

وضع حدیث کے اسباب

وضع حدیث کے مرکزی اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ سیاسی جماعتیں

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتنہ کے بعد سب سے پہلے جو جماعت سیاسی گروہ کی شکل میں ظاہر ہوئی وہ شیعان علیؓ اور حزب معاویہؓ ہے اور پھر جنگ صفین کے بعد خوارج کا ظہور ہوا۔ ان سیاسی جماعتوں نے اپنے مزعومات کو ثابت کرنے کیلئے وضع حدیث میں کافی کردار ادا کیا ہے۔

وضع حدیث میں شیعہ حضرات کی کارکردگی

ابن ابی الحدید نہج البلاغہ کی شرح میں ذکر کرتے ہیں کہ:

ان اصل الاکاذیب فی احادیث الفضائل کان من جهة الشیعة

کہ فضائل اہل بیت میں جو بنیادی احادیث موضوع ہوئیں، وہ شیعہ جماعت کی ہی مرہون منت ہیں۔

اور بعض خواہش پرست دشمنان اسلام نے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے شیعیت کا لبادہ اوڑھا اور اسکے پردہ میں وہ اپنی خواہشات کو پورا کرتے وہے۔ ایسے لوگ بھی وضع حدیث کے ذریعہ اسلام دشمنی میں کافی حد تک کامیاب ہوگئے۔

شیعہ حضرات نے فضائل اہل بیت سے مجال انکار نہیں اور صحیح وصریح احادیث سے اہل بیت کے فضائل ثابت ہیں۔ تاہم ان کے فضائل میں غلو و افراط سے کام لیتے ہوئے شیعہ نے جو اکاذیب آنحضرتﷺ کی طرف منسوب کئے ہیں وہ محل نظر ہیں اور ان سے کسی بھی صورت میں چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔

امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں:

الدین لاهل الحدیث والکلام والحیل لاهل الرای والکذب للرافضة (المنتقی من منهاج الاعتدال)

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیعہ کے ایک تائب شیخ نے بیان کیا کہ:

کنا اذا اجتمعنا فاستحسنا شیئا جعلناه حدیثا (الجامع لاخلاف الراوی وآداب السامع)

ترجمہ: ہم جب اکٹھے بیٹھتے اور کسی چیز کو اچھا سمجھتے تو اس کو حدیث بنادیتے۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

یکتب عن کل مبتدع اذا لم یکن داعیة إلا الرافضة فانهم یکذبون (المنتقی من منهاج الاعتدال)

موضوعات شیعہ میں سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

☆ **یا علی اخصک بالنبوة ولا نبی بعدی** (اللآلی المصنوعة)

☆ **انظروا إلی هذا الکوکب فمن انقض فی داره هوا لخلیفة بعدی قال**

(ای الراوی)

☆ فنظرنا فاذا هو قد انقض فی منزل علی بن ابی طالب (اللآلی المصنوعه)

☆ من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر (اللآلی المصنوعه)

النظر إلی علی عبادة (الفوائد مصنوعه)

حزب معاویہ کا وضع حدیث میں اثر

حزب معاویہؓ چونکہ شیعان علیؓ کے زبردست حریف ہیں، انہوں نے جب شیعان علیؓ کی وضع حدیث میں یہ کارکردگی دیکھی تو اس کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں۔ حزب معاویہؓ میں سے بعض کذابین نے جو احادیث وضع کی ہیں ان میں سے چند ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ انہ ﷺ اخذ القلم من ید علی فدفعه الی معاویة (الفوائد المجموعه)

☆ الأمناء عند الله ثلاثه : انا وجبریل ومعاویة سهما وقال خذ هذا السهم حتی تلقانی به فی الجنة (تنزیه الشریعه المرفوعه)

☆ جاء جبریل الی النبی ﷺ بورقة آس اخضر مکتوب علیها لاالٰه الاالله محمد رسول الله حب معاویة فرض علی عبادی (تنزیه الشریعه المرفوعه)

دشمنانِ اسلام (زنادقہ)

دشمنان اسلام نے جب اسلامی قوت و طاقت کو مضبوط دیکھا اور اہل اسلام سے جنگ و جدال کرنے کو دشوار سمجھا بلکہ اس سے کنارہ کشی میں ہی اپنی عافیت سمجھی تو اسلام دشمنی کیلئے ظاہرا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں غلط عقائد و فاسد خیالات کو پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی مگر وہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ذیل میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں جو انہی کی کرشمہ سازی کا نتیجہ ہیں:

ان نفرا من الیهود انوا رسول الله ﷺ فقالوا من یحمل العرش؟ فقال تحمله الهوام بقرونها، والمجرة التی فی السماء من عرقهم قالوا: نشهد انک رسول الله ﷺ (قبول الأخبار)

قیل یارسول الله مم ربنا؟ قال: من ماء مرود، لامن ارض ولاسماء، خلق خیلاً فاجراها فعرقت فخلق نفسه من ذالک العرق (تنزیه الشریعه المرفوعه)

حماد بن زید فرماتے ہیں:

وضعت الزنادقه علی رسول الله ﷺ اثنی عشر الف حدیث بثوها فی الناس (مقدمه التمهید لابن عبدالبر)

۳۔ گروہ، قبیلہ، وطن اور امام میں تعصب کا ہونا

امویوں نے اپنی حکومت اور ملکی مسائل میں خاص طور پر عرب پر اعتماد کیا اور ان میں سے بعض نے عرب اور عربیت پر تعصب کا اظہار کیا اور بسا اوقات اہل عرب میں سے بعض نے بلند طبقہ کے عجمی مسلمانوں کو ایسی نظر سے دیکھا جو کہ روح اسلام کے سراسر منافی تھی، حتیٰ کہ جب بعض بلند طبقہ کے عجمی مسلمانوں کو اس تعصب کا شعور ہوا تو انہوں نے عرب اور عجم کے تعصب کو ختم کرنے کیلئے اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کیا۔ لیکن افسوس کہ ان کی یہ کوششیں ثمرہ مرجوہ نہ لا سکیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی عرب کے مقابلہ میں عزت و فخر حاصل کرنے کیلئے ایسی احادیث وضع کیں جن سے ان کا مقام و مرتبہ دوسروں سے بلند نظر آئے۔ درج ذیل حدیث اسی فکر و نظر کا نتیجہ ہے:

ان الکلام الذین حول العرش بالفارسیة وان الله اذا اوحی امرا فیه لین اوحاہ بالفارسیة واذا اوحی امر فیه شدة اوحاه بالعربیة (تنزیه الشریعه المرفوعه)

اسکے مقابلہ میں اہل عرب میں سے بعض نے درج ذیل حدیث وضع کی:

ابغض الکلام الی الله الفارسیة وکلام الشیاطین الخوزبه، وکلام اهل النار البخاریه وکلام اهل الجنة العربیة (تنزیه الشریعه المرفوعه)

جیسا کہ لغت اور قبیلہ میں احادیث وضع ہوئیں، ایسے ہی فضائل و بلاد اور فضائل ائمہ میں بھی تعصب کی بنا پر احادیث وضع کی گئیں۔ ائمہ کیلئے یہ تعصب تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوا جو کہ آئمہ کے جہال اتباع کے غلو کا نتیجہ ہے۔ فضائل بلدان میں جو احادیث وضع ہوئیں ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے:

اربع مدائن من مدن الجنة فی الدنیا مکة والمدینة وبیت المقدس ودمشق (تنزیه الشریعه المرفوعه)

ائمہ کیلئے تعصب و غلب کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل حدیث وضع ہوئی:

یکون فی امتی رجل یقال له محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة هو سراج امتی (تنزیه الشریعه المرفوعه)

۴۔قصاص اور واعظین حضرات

وضع حدیث میں قصاص اور واعظین حضرات کی خدمت کو بھی بہت حد تک دخل ہے۔ اکثر موضوع احادیث انہی حضرات کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں ان کی مجالس کا ظہور ہوا۔ اور اس کے بعد ان مجالس کو مختلف بلاد اسلامیہ میں ترقی وعروج حاصل ہوا۔ ان کا اصلی ہدف اور مرکزی نقطہ نظر عوام الناس کو جمع کرنا اور اپنے شیریں بیان و جادو اثر تقاریر کے ذریعہ ان کو مسحور کرنا ہے تاکہ وہ ان پر نظر التفات کریں اور اپنی تمام تر مہربانیوں اور عطیات کا رخ ان ہی کی طرف کردیں۔

ظاہر ہے کہ صحیح احادیث کے بیان کرنے سے تو ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا وہ ایسی احادیث وضع کرتے ہیں جن سے قلوب برق رفتار تیزی سے متاثر ہوں اور وہ اس شنیع فعل کو گناہ و جرم تصور ہی نہیں کرتے اور اس کذب و افتراء کو بسا اوقات صحیح اسانید سے ذکر کرتے ہیں اور نہایت وثوق کے ساتھ محدثین کبار کی طرف منسوب کرتے ہیں:

امام ابن الجوزیؒ نے اسی سلسلہ میں ایک لطیف واقعہ ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر بن محمد طیالیسی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے ایک دن مسجد رصافہ میں نماز ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد ایک قصہ گو صاحب نے وعظ کرنا شروع کیا اور حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

حدثنا احمد بن حنبل ويحيىٰ بن معين قالا حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن قتادة عن انس قال قال رسول الله ﷺ من قال لا اله الا الله خلق الله من كل كلمة طيرا منقاره من ذهب وريشه من مرجان اور بیس صفحات کے قریب طویل حدیث بیان کی۔

امام احمد بن حنبلؒ نے امام یحییٰ بن معین کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا اور ایسے ہی امام یحییٰ بن معینؒ نے بھی امام احمد بن حنبل کی طرف دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اس کو یہ حدیث سنائی ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ "**واللہ ما سمعت هذا الا الساعة**"

جب واعظ اپنی تقریر اور عطیات لینے سے فارغ ہوا تو بیٹھ کر باقی عطیات کا بڑی شدت کے ساتھ اور بے صبری سے انتظار کرنے لگا اسی دوران اس کو امام یحییٰ بن معینؒ نے ہاتھ کے اشارے سے بلایا اور وہ عطیہ لینے کی نیت سے ان کے پاس آیا تو یحییٰ بن معینؒ نے اس سے پوچھا کہ "من حدثك بهذا الحديث؟" اس نے بڑے اعتماد اور وثوق کے ساتھ کہا کہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ فرمانے لگے کہ میں یحییٰ بن معین ہوں اور یہ احمد بن حنبلؒ ہیں اور ہم نے تو احادیث رسول اللہ ﷺ میں یہ حدیث آج تک نہیں سنی۔ واعظ نے کہا کہ میں آج سے پہلے صرف سنا کرتا تھا کہ یحییٰ بن معین احمق ہے اور اب واقعی مجھے یقین ہوگیا ہے گویا کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی اور یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل نہیں ہے۔ میں نے تو سترہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے احادیث لکھی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے ہاتھ کو چہرہ پر رکھا اور یحییٰ بن معین سے کہا چھوڑیئے اس کو دفع کیجئے چنانچہ وہ ان دونوں کے ساتھ استہزاء کرتا ہوا چلا گیا ساعت

(الحيث وغير) مراجعه

ایسے مندرجہ ذیل حدیث بھی ان کی ہی مرہون منت ہے:

ان في الجنة شجرة يخرج من اعلاها الحلل ومن اسفلها خيل بلق من ذهب مسرجة ملجمة بالدرر والياقوت، ولا تدث ولا تبول ذوات اجنحة فيجلس عليها اولياء الله فتطير بهم حيث شاءوا (تنزيه الشريعه المرفوعه)

حضرت ایوب انصاری سختیانی فرماتے ہیں کہ:

ما افسد على الناس حديثهم، الا القصاص اور ایسے ان کا یہ قول بھی ذکر کرنے کے قابل ہے کہ ما امات العلم الا القصاص (الجامع الاخلاق الراوی وآداب السامع)

یہی وجہ ہے کہ محدثین اپنے تلامذہ کو قصاصین کی مجلس میں شرکت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امام عاصم فرماتے ہیں کہ:

كنا نأتي ابا عبدالرحمن السلمي ونحن غلمة ايفاع فكان يقول لنا لا تجالسوا القصاص غير ابي الاحوص واياكم شقيقا، قال وكان شقيق هذا يرى راى الخوارج وليس بأبي وائل (صحيح مسلم)

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ آج بھی اکثر واعظین کرام اسی نظر وفکر کا شکار ہیں۔ اگرچہ خود تو احادیث وضع نہیں کرتے لیکن موضوعات کو بیان کرنے میں بھی تو ذرا دریغ نہیں کرتے اور اپنی تقاریر کو مزین کرنے کیلئے

موضوعات کا سہارا لیتے ہیں اور پھر بڑے وثوق کے ساتھ ایسی احادیث کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے دشمنان اسلام کیلئے، آنحضرت ﷺ کے ساتھ استہزاء اور تکذیب کا نہایت ہی بہترین موقعہ فراہم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اہلحدیث حضرات بھی اس میں مبتلاء نظر آتے ہیں حالانکہ خدمت حدیث میں اہلحدیث کی خدمات کسی سے بھی مخفی نہیں اور ہر دور میں خدمت حدیث کا سہرا انہی کے سر رہا ہے، جس سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں۔

ہم خطباء و واعظین کرام کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ حدیث بیان کرنے سے قبل اس کی اسنادی حیثیت کو دیکھنا بھی گوارا کر لیا کریں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (صحیح مسلم)

۵۔ دین میں جہالت کے باوصف نیکی اور خیر میں رغبت کا ہونا

سابقہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ خلافت راشدہ کے آخری دور میں بعض فتنوں کا ظہور ہوا اور ان میں سیاسی و دینی فرقوں نے جنم لیا اور یہ فرقے اپنے مذاہب کی تائید و نصرت اور اپنے آئمہ کی رفعت شان میں وضع حدیث پر مجبور ہوئے اور انہوں نے صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ مخالفین کے انحطاط کیلئے بھی احادیث وضع کیں۔

ان کے بعد جب بعض نیک اور زاہد قسم کے لوگوں نے یہ صورت حال دیکھی تو ان میں مصالحت کیلئے ایسی احادیث وضع کیں جن سے ان کو ایک دوسرے کے قریب کیا جا سکے اور ان کے پیشواؤں کی رفعت و شان برابر ثابت ہو۔ مزید کچھ وقت گزرنے کے ساتھ جب ان صالحین نے لوگوں کو دنیا میں ہی مشغول اور آخرت سے بے رغبت پایا تو ترغیب و ترہیب میں احادیث وضع کیں جن سے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء و اجر و ثواب کا حصول تھا۔ اور عوام الناس کی راہنمائی و ہدایت مقصود تھی، قطع نظر اس کے صحیح و غیر درست ہونے کے ان کو صرف دین میں جہالت نے ہی اس پہ آمادہ کیا کہ وہ ایسی احادیث وضع کریں جن سے عوام الناس، اعمال صالحہ کی طرف، راغب ہوں اور آخرت کیلئے کچھ زاد جمع کر لیں۔ انہوں نے وضع حدیث کو جرم و گناہ سمجھنے کی بجائے نیکی اور ثواب تصور کیا۔

جب ان کو وضع حدیث کے خطرات سے متنبہ کرنے کیلئے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنائی جاتی کہ:

من كذب علی متعمدا فليتبوا مقعده من النار (متفق علیہ)

تو وہ جواب میں کہتے ہیں:

نحن ما كذبنا عليه انما كذبنا له (اختصار علوم الحديث)

اس سے مزید افسوس یہ کہ ان کے تقویٰ و زہد نے عوام الناس کو اس قدر فریب میں مبتلاء کیا کہ وہ ان کی ہر بات و حدیث کی تصدیق و توثیق کرتے کیونکہ ان کے زہد و تقویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی تکذیب کرنا عوام کیلئے مشکل ہے۔

چنانچہ دین میں ان لوگوں کی وجہ سے زیادہ فساد ہوا اسی لئے یحیی بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ:

لم نر الصالحين في شيء الكذب منهم في الحديث (صحیح مسلم)

اور ابو عاصم النبیلؒ فرماتے ہیں کہ:

ما رايت الصالح يكذب في شيء اكثر من الحديث (المحدث الفاصل)

ان کی موضوع احادیث میں سے فضائل سور کے متعلق احادیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابن مہدی نے میسرہ بن عبد ربہ سے دریافت کیا کہ:

من اين جئت بهذه الأحاديث من قرا كذا فله كذا؟ وضعتها ارغب الناس (تدریب الراوی)

امام حاکم نے سنداً ذکر کیا ہے کہ ابو عمار المروزی کہتے ہیں کہ:

انه قيل لابی عصمة نوح بن ابی مريم من اين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القران سورة سورة وليس عند اصحاب عكرمة هذا؟ فقال انی رايت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقه ابی حنيفة ومغازی ابن اسحاق فوضعت هذا لحديث حسبة (تدریب الراوی)

نوٹ: اس بحث سے ہمارا مقصود فضائل قرآن سے انکار نہیں بلکہ فضائل قرآن، صحیح احادیث سے بھی ثابت ہیں جن سے کسی صورت میں مجال انکار نہیں۔ البتہ اس میں موضوع احادیث کو قبول کرنے اور ان کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی ہمارے ہاں کوئی گنجائش نہیں بلکہ ان کو بیان کرنا حرام ہے۔ جبکہ موضوع ہونے کا علم ہو۔

۶۔ اختلافات مذہبیہ اور کلامیہ

جب کہ سیاسی احزاب کے متبعین حضرات نے اپنی آراء کی تائید میں احادیث وضع

کیس ایسے ہی فقہی مذاہب و متکلمین کے اتباع نے بھی اپنے مذاہب کی نصرت وتائید کیلئے وضع حدیث کی طرف رجوع کیا۔ان کی وضع کردہ احادیث میں سے مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں:

قیل لمحمد بن عکاشة الکرمانی ان قوما یرفعون ایدیهم فی الرکوع وفی الرفع منه فقال حدثنا المسیب بن واضح...... عن انس مرفوعا من رفع یدیه فی الرکوع فلا صلاة له (الباعث الحثیث)

امام حاکم اس روایت کی نسبت فرماتے ہیں:

فهذا مع کونه کذبا من انجس الکذب فان الروایة عن الذهدی بهذا السند بالغة مبلغ القطع باثبات الرفع عند الرکوع وعند الاعتدال وهی فی الموطا وسائر کتب الحدیث (الباعث الحثیث)

حدیث:

کل ما فی السموٰت والارض وما بینهما فهو مخلوق غیر الله والقرآن ذالک انه کلامه منه بلا والیه یعود وسیجیء اقوام من امتی یقولون القرآن مخلوق فمن قاله منهم فقد کفر بالله العظیم وطلقت امراته من ساعة لانه لا ینبغی لمومنة ان تکون تحت کافر الا ان تکون سبقته بالقول (تنزیه الشریعة المرفوعة)

۷۔تقرب حکام

ہمارے علم کے مطابق رجال حدیث میں سے کسی نے بھی بنوامیہ کے خلفاء وامراء کے تقرب کی خاطر ایسی احادیث وضع نہیں کیں جن سے ان کا مقصود حاصل ہو۔البتہ شیعہ نے بعض صحابہ اور تابعین پر تقرب حکام کی خاطر وضع حدیث کی تہمت لگائی ہے جو کہ ان پر محض کذب وافتراء ہے اور خلاف حقیقت ہے بلکہ یہ فتنہ دور عباسی میں ظاہر ہوا،جیسا کہ غیاث بن ابراہیم نے جب مہدی کو کبوتر کے ساتھ کھیلنے میں مشغول دیکھا تو تقریب کی خاطر حدیث " **لاسبق الافی فصل اوخف او حافر** " میں کذب وافتراء سے کام لیتے ہوئے ''اوجناح'' کا اضافہ کردیا۔چونکہ یہ کذب واقعہ کے سیاق سے ہی واضح تھا۔لہٰذا مہدی نے اس کے بعد اس کھیل کو ترک کردیا۔اور اس کبوتر کو ذبح کرادیا اور غیاث بن ابراہیم جانے لگا تو اس سے کہا:

اشهد علی قفاک انه قفا کذب علی رسول الله ﷺ (الباعث الحثیث)

دیگر اسباب

مذکورہ اسباب کے علاوہ بھی محدثین نے چند ایک اسباب کو ذکر کیا ہے مندرجہ ذیل احادیث سے دیگر اسباب وضع حدیث کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔سیف بن عمر تمیمی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز سعد بن طریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا مدرسہ سے روتا ہوا آیا جس پر سعد نے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ مجھے استاد صاحب نے مارا ہے اس پر سعد نے کہا:

لاخزینهم الیوم حدثنی عکرمة عن ابن عباس مرفوعا معلمو صبیانکم شدراکم اقلهم رحمة للیتیم علی المساکین (الباعث الحثیث)

۲. **خیر تجارتکم البز وخیر اعمالکم الخرز** (قبول الاخبار)

۳. **من سیارة المرء خفة عارضیة** (قبول الاخبار)

۴. **الناس اکفاء الاحائک او حجام** (قبول الاخبار)

زندگی کا روشن پہلو

عبدالرحمن عزیز
(مری)

میں ایک بیمار عورت دیکھنے جایا کرتا تھا اس کے کمرے میں ایک گلاب کا پودا لگا ہوا تھا جو دریچے میں رکھا ہوا تھا۔ایک دن میں نے دیکھا کہ صرف پودے میں ایک پھول لگا ہوا ہے۔اور اس کا رخ روشنی کیطرف تھا۔جب میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بیمار عورت نے مجھے بتایا کہ اس کی بیٹی نے کئی مرتبہ اس کا رخ اندھیرے (اندر) کی طرف کرنا چاہا مگر ہردفعہ پھول پھر کر روشنی کی طرف ہوگا گویا پھول کو اندھیرے سے نفرت ہے۔اس پھول نے مجھے یہ سبق سکھایا کہ تاریکی کی طرف رخ نہ کریں بلکہ ہمیشہ زندگی کے روشن پہلو کو مدنظر رکھیں۔

(معاشرت نبوی اور جدید سائنس ص40)

دنیا میں رونما ہونے والے ہر واقعے کے دو پہلو ہوتے ہیں۔تاریک پہلو اور روشن پہلو اگر آپ زندگی میں فتح مندی کے آرزومند ہیں اور آسودگی کے بھرپور زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔تو اس کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ پرعزم،خوش مزاج،اور ہمیشہ زندگی کے روشن پہلو پر نظر رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆